39

تبصرہ نویسی

حجاب امتیاز علی — حیات اور ادبی کارنامے

مبصّر : پروفیسر ریاض الرحمٰن شروانی

کتاب	:	حجاب امتیاز علی — حیات اور ادبی کارنامے
مصنف	:	ڈاکٹر مجیب احمد خاں
صفحات	:	۱۸۸ قیمت: ر ۸۰ روپے
اشاعت	:	۱۹۹۶ء
ناشر	:	تخلیق کار پبلشرز ۱۷۷۹، کوچہ دکھنی رائے دریاگنج، نئی دہلی۔۲

حجاب امتیاز علی (جو اپنا نام اس وقت اپنے والد کی مناسبت سے حجاب اسماعیل لکھتی تھیں) بیسویں صدی کے چوتھے دہے کے آغاز میں اردو افسانے کے افق پر طلوع ہوئیں۔ یہ مدراس کی رہنے والی تھیں، ان کے والد حیدر آباد میں ایک اعلیٰ عہدے پر سر فراز تھے اور والدہ اپنے زمانے کی خاصی مشہور افسانہ نگار تھیں۔ ان کا پہلا افسانہ "میری ناتمام محبت" ہی ان کی شہرت و مقبولیت کی بنیاد بن گیا۔ ایسا کسی افسانہ نگار کے ساتھ مشکل سے ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ محترمہ حجاب کا دعویٰ ہے کہ یہ افسانہ انھوں نے ساڑھے گیارہ برس کی عمر میں لکھا تھا۔ اس افسانے میں جذبات محبت کی جو ترجمانی کی گئی ہے، ان کے پیش نظر کسی ساڑھے گیارہ برس کی لڑکی سے اس کی توقع مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لیے فاضل مصنف نے قیاس کیا ہے کہ "اس افسانے میں...... ان کی ماں...... نے مدد کی ہوگی" اور "اس افسانے کو تحریر کرتے وقت ان کی عمر کم از کم پندرہ یا سولہ سال کی رہی ہوگی۔" ہم نے اوپر اعتراف کیا ہے کہ کسی ساڑھے گیارہ برس کی لڑکی سے اس نوعیت کے افسانے کی توقع مشکل سے کی جاتی ہے۔ تاہم نہ صرف دنیائے ادب و شعر میں بلکہ بعض اوقات علمی دنیا میں بھی نسبتاً کم عمر اہل علم و ادب نے محیر العقول کارنامے انجام دیئے ہیں اور پھر کسی جینئس کے لیے عمر کی قید چنداں اہم نہیں ہے۔ اس لیے ہم محترمہ حجاب کے اس دعوے کو تسلیم کر لینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے ہیں۔ پھر اسی نام کا ان کا پہلا افسانوی مجموعہ دار الاشاعت پنجاب، لاہور سے ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ اس وقت بھی ان کی عمر ۱۸ سال سے متجاوز نہیں تھی۔ اس افسانوی مجموعے کی پوری فضا رومانیت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ماحول، واقعات، کردار سب ایک عام قاری کو کسی دوسری دنیا کی مخلوق

محسوس ہوتے تھے اور وہ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کی فضا میں گم ہو کر رہ جاتا تھا۔ اردو میں رومانی تحریک کے اہم ستون نیاز فتح پوری، سجاد حیدر یلدرم، ل۔ احمد اکبر آبادی اور مجنوں گورکھ پوری تھے۔ حجاب ان ہی کی روایت کو آگے بڑھاتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ اس نوعیت کا ادب ایک خاص عمر کے قاری کو بہت متاثر کرتا ہے۔ چنانچہ حجاب کی مقبولیت چوتھے اور پانچویں دہے میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کے حلقے میں اپنے عروج پر تھی۔ اس پر مستزاد ان کی ذاتی زندگی کے بعض واقعات مثلاً ان کی شادی ۱۹۳۵ء میں اسی دارالاشاعت پنجاب کے ایک وارث جس میں ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ دو سال قبل شائع ہوا تھا اور اردو کے نامور ڈرامہ نگار (انار کلی کے مصنف) سید امتیاز علی تاج سے ہوئی۔ تاج نے "انار کلی" کا انتساب شادی سے پہلے جس رومانٹک انداز میں ان کے نام کیا ہے، اس سے اردو ادب کا کون طالب علم واقف نہیں ہے اور پھر ۱۹۳۶ء میں حجاب امتیاز علی نے ناردرن فلائنگ کلب لاہور سے ہوائی جہاز اڑانے کا لائسنس حاصل کیا۔ اس زمانے میں ایک مسلم خاندان کی نوجوان خاتون کے لیے یہ غیر معمولی بات تھی۔ یہ سب باتیں حجاب امتیاز علی کے گرد رومانیت کا جال بنتی گئیں اور اردو فکشن کے جوان العمر قاری ان کے زیادہ سے زیادہ گرویدہ ہوتے گئے۔ اس کے پیش نظر کتاب کے سرورق پر محترمہ حجاب کی ایام شباب کی تصویر کتابت کے معنوی حسن کے ساتھ اس کے ظاہری حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ یوں بھی اس کی کتابت و طباعت قابل تحسین ہے اور قیمت نہایت واجبی ہے۔ البتہ تخلیق کار پبلشرز کو اس طرف توجہ دلانے کے لیے دل چاہتا ہے جو مشورہ انھیں ماہنامہ آج کل نئی دہلی بابت اکتوبر ۱۹۹۹ء کے ایک لائق تبصرہ نگار نے ان کی شائع کردہ ایک دوسری کتاب کے ضمن میں دیا ہے یعنی انھیں "اپنی کتابوں کی جلد اور لیمینیشن پر خاص دھیان دینا چاہئے۔" "حجاب امتیاز علی—حیات اور ادبی کارنامے" ہاتھ میں آتے ہی اس کی جلد میں سے شروع کے تقریباً ۱۴ صفحات فوراً باہر نکل آئے جو دوران مطالعہ اور دوران تبصرہ برابر پریشان کرتے رہے۔

جو رہی سو بے خبری رہی

مبصّر : ندیم صدیقی

کتاب	:	"جو رہی سو بے خبری رہی"
مصنفہ	:	ادا جعفری
قیمت	:	۲۰۰؍ روپے
صفحات	:	۳۷۲
ناشر	:	مکتبہ جامعہ، اردو بازار، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

اردو شاعرات کی فوری طور پر اگر کوئی فہرست مرتب کی جائے تو اس مختصر ترین فہرست میں ادا جعفری کا نام نامی اولین حیثیت کا حامل ہوگا۔ ادا جعفری مشہور زمانہ پروین شاکر کی پیش رو محترم شاعرہ ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نسائی احساسات و جذبات کے اظہار کو پروین شاکر نے اگر ایک بے مثل شعری پیکر دیا ہے تو محترمہ ادا جعفری ہمارے ادب میں اسی شعری جرأت کی اساس ہیں۔

جو عورت شہر درد میں ساز سخن ڈھونڈتی رہی...... اب اپنی زندگی کو نثر کے غیر محدود عرصۂ فن میں پیش

کرتی ہے۔ بوری سو بے خبری رہی' شاعرہ کی ۵۰ سالہ زندگی کے ۳۷۲ صفحات پر مبنی خود نوشت' سوانحی سر گزشت صرف ادا کی آپ بیتی یا آنکھن دیکھی نہیں اس میں وہ غیر محسوس لمحات بھی رقم ہو گئے ہیں' جن کا ہم تصور تو کرتے ہیں' مگر اپنے احساس کا حصہ نہیں بناپاتے۔

ٹونک والی حویلی کی پروردہ ادا جعفری بدایوں میں پیدا ہوئیں اور اس حویلی کے ماحول کو پختہ عمر تک ذہن میں سجائے رہیں مگر افسوس کہ وہ اپنے شہر کو آنکھ اٹھا کر' جسے دیکھنا کہتے ہیں' دیکھ نہ سکیں۔ یہ قدرے طویل آٹو بایو گرافی اکثر اوقات فکشن سی محسوس ہوتی ہے اور پھر اچانک یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ نہیں یہ تو صرف حقیقتیں ہیں' ایسی حقیقتیں جنہیں رقم کرنے والا ذہن عمر کے آخری حصے تک فراموش نہ کر سکا اور ان حقیقتوں کا قاری بھی انھیں بھلا نہیں سکے گا۔ مصنفہ کے لفظوں میں:

"یہ ایک ایسی کہانی ہے جو کہانی بھی نہیں' ہاں! ایک خاص زمانے کے رنگ' تہذیب' طرزِ فکر اور طریقِ معاشرت سے دوبارہ ملاقات یا تعارف کی کچھ حیثیت ضرور رکھتی ہے۔"

ادا کے انکسار کے برعکس یہ کہانی...... دراصل ہمارے اپنے اسلاف کے مزاج و اطوار' گزرے ہوئے لمحات اور ادوار کی نہ صرف جھلکیاں دکھاتی ہے بلکہ اکثر مقامات پر قاری کو اسی زمانے میں پہنچا بھی دیتی ہے۔

پُشکن کے دیس میں

مصنف	:	پروفیسر جگن ناتھ آزاد
مبصر	:	پروفیسر راجندر سنگھ ورما
قیمت	:	۲۵/- روپے
ناشر	:	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ' جامعہ نگر نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

لگ بھگ پچاس نظم و نثر کی کتابوں کے مصنف آزاد صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انھیں جس پہلو سے دیکھیں وہ سرسبز و شاداب ہیں۔ آزاد صاحب بلند پایہ شاعر اور برِ صغیر کے چوٹی کے ماہر اقبالیات ہیں۔ کتابی صورت میں یہ سفر نامہ ان کی پہلی پیش کش ہے۔ بقول ان کے "یہ ایک شاعر کا سفر نامہ ہے" جس میں انھوں نے مظاہر اور اشیا کو موضوعِ گفتگو بنانے کے بجائے ادبی شخصیات' تقریبات اور کتب کو موضوع بنایا ہے اور قاری کو جہانِ دیگر کی سیر کرائی ہے۔

آزاد صاحب کو بچپن سے اس سرزمینِ شعر و ادب اور دیارِ علم و حکمت کو دیکھنے کی تمنا تھی۔ وہاں پہنچے تو جیسا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ اہلِ قلم نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ان کے علمی اور ادبی کام کو سراہا اور انھیں نگر نگر گھمایا۔ آزاد صاحب روسیوں کی علم دوستی' ادیب نوازی اور کتابوں کی پیاس سے بہت متاثر ہوئے۔

آزاد صاحب نے ارضِ روس کی رعنائیوں کو حیرت کی تیسری آنکھ سے دیکھا۔ چند مقامات اور واقعات تو نگاہوں کے راستے دل میں اتر گئے۔ مثال کے طور پر لینن کے مزار پر Changing of the Guard کا منظر جو ڈسپلن اور ٹریننگ کا دل کش مظہر تھا' تالستائی کی قبر کی زیارت کی جس کے آگے سر سے پہلے ان کا دل جھک گیا۔ بقول ان کے "یہ مٹی کی قبر ہے۔ سیدھی سادی۔ نہ اس پر کوئی مقبرہ ہے نہ سنگِ مزار۔ اس کے متعلق تالستائی نے دو وصیتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ میری قبر وہاں بنائی جائے جہاں قریب سے لوگ گزرتے ہوں" اور

دوسری یہ کہ "اس پر پھول نہ چڑھائے جائیں۔" کریملن کو دیکھ کر لال قلعہ اور لاہور کا قلعہ یاد آگئے۔ لینن کے مزار پر ہر سیاح کے علاوہ ہر نئی دُلہن کا پہلے دن زیارت کرنا اچھا لگا۔ پیکارفسکی قبرستان کو دیکھ کر دل پگھل گیا۔ اس میں دوسری جنگ عظیم کے شکار دس لاکھ روسی آسودہ ہیں۔ دوسرے سرے پر مادرِ روس کا مجسمہ ہے جس کی نظروں کے سامنے اس کے بچوں کی قبریں ہیں۔ زار روس کا ڈرائنگ روم دیکھا جہاں ایک نظام کا خاتمہ ہوا تھا۔

ہر سیاح کی طرح آزاد صاحب پر بھی دورانِ سیاحت بہت سے انکشاف ہوئے۔ ان کا یہ اندازہ غلط نکلا کریملن کے بارے میں کہ وہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ وہاں تو ہر کوئی ملکی ہو یا غیر ملکی آزادی سے گھوم سکتا ہے۔ بے تحاشہ ٹریفک کے باوجود ماسکو سناٹے کا شہر نظر آیا۔ لوگوں کے چہروں پر بشاشت اور طمانیت دیکھی تو رجعت پسندوں کا یہ پروپیگنڈا یاد آیا کہ روسی غیر مطمئن ہیں۔ اخبارات میں حکومت کے کاموں کے خلاف شکایتی خطوط پڑھ کر علم ہوا کہ وہاں فرد کی آزادی پر کوئی پابندی نہیں۔ تالستائی تقاریب کے افتتاحی اجلاس میں عجیب بات دیکھی۔ صدرِ مملکت اور وزیر اعظم کی موجودگی میں صدارت شاعر گروکیو نے کی۔ یہ سُن کر اچنبھا ہوا کہ شاعر ایمیز کے شعری مجموعے پچھتر ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک شائع ہوئے۔ وکٹر زکی کتاب "ٹیگور" ایک لاکھ چھپی اور تالستائی کی تخلیقات کے بائیس مجموعے ایک ایک کروڑ چھپے اور چھپتے چھپتے بک گئے۔

اس سفر نامے کا کینوس زیادہ وسیع نہیں لیکن ادبی اعتبار سے یہ کتاب معلومات کا خزانہ ہے۔ ادبی بحثوں کے ساتھ ساتھ مصنف نے روس کے عظیم شہروں کی شخصیت میں بھی جھانکا ہے۔ اپنی شگفتہ بیانی سے آزاد صاحب نے روس کے ادبی مناظر کو تحریک اور زندگی عطا کر دی ہے۔ یہ کتاب ہند اور روس کی اٹوٹ دوستی کی دل پذیر داستان ہے۔ اس میں نہ صرف اردو سے بین الاقوامی رشتوں کا تعارف کرایا گیا ہے بلکہ اردو کے عالمی چلن اور سمت و رفتار کا منظر نامہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

39.1 مقاصد

اس سبق کو پڑھ لینے کے بعد آپ

1۔ تبصرہ کیا ہے اور اُس کا کیا مقصد ہے' یہ جان سکیں گے۔
2۔ تبصرہ اور تنقید کے فرق کو پہچان سکیں گے۔
3۔ تبصرہ کن کن چیزوں پر ہوتا ہے اس کا اندازہ کر سکیں گے۔
4۔ تبصرہ نگار کی ذمہ داریوں سے واقف ہو سکیں گے۔
5۔ سوالات کے جوابات دے سکیں گے۔

39.2 تبصرہ کیا ہے

کسی کتاب' رسالہ' اخبار' تحریر فن پارہ یا نمائش کے متعلق سرسری طور پر بحث و مباحثہ کے لیے جب رائے کا اظہار کیا جاتا ہے تو اُس اظہار رائے کو تبصرہ کہتے ہیں۔ اس رائے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تحریر یا نمائش کا تعارف کرادیا جائے اور اُسے بہتر بنانے کے لیے مشورے دے دیئے جائیں۔ اس سے آگے بڑھ کر جب تحریر

کی اچھائیوں اور خرابیوں کو فنی معیار پر پرکھا جاتا ہے تو وہ تنقید ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تبصرے میں خامیوں پر گفتگو نہیں ہو سکتی۔ خامیوں کی طرف اشارہ ضرور کیا جاسکتا ہے لیکن یہ دیکھ کر کہ خوبیاں کتنی ہیں کیونکہ کئی خوبیاں چند خامیوں کی کھٹک کو دور کر سکتی ہیں۔ اگر خامیوں کا ذکر ضروری سمجھا جائے تو اُس میں اصلاح کا انداز ہو' نہ کہ دل شکنی کا۔ کسی تحریر کی خامی پر قلم اُٹھاتے ہوئے اُس کے ماحول' زمانہ اور مصنف کے وسائل کو بھی نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ تبصرے میں لہجے کا توازن قائم رکھنا چاہیے۔ کہیں سے کڑواہٹ نہ ظاہر ہو۔

39.1 متن پر سوالات

خالی جگہ کو متن میں آئے ہوئے مناسب لفظ سے بھرئے۔

1۔ کسی کتاب' رسالہ یا تحریر پر اظہار رائے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُس کا............ کرادیا جائے۔
(خلاصہ' اختصار' تعارف)

2۔ اچھائیوں اور خرابیوں کو............ پر پرکھا جاتا ہے۔
(غیر فنی معیار' تکنیکی معیار' فنی معیار)

3۔ کھیل کود اور پارلیمانی اجلاس کی خبریں تیار کرنے کے لیے............ مقرر کیے جاتے ہیں۔
(معمولی صلاحیت کے لوگ' کھیل کود کے ماہر' خصوصی نامہ نگار)

4۔ ہر تحریر اور فنکارے پر اگر ایک ہی آدمی کو تبصرہ کرنا ہو تو وہ تبصرے کا............
(حق ادا کردے گا' ماہر سمجھا جائے گا' حق ادا نہ کرپائے گا)

39.3 تبصرہ کے مقاصد

تبصرہ نویسی کو ہم خصوصی نامہ نگاری بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح اخباروں اور رسالوں میں' کھیل کود اور پارلیمانی اجلاس کی خبریں تیار کرنے کے لیے خصوصی نامہ نگار مقرر کیے جاتے ہیں اسی طرح تبصرے کے کالم کے لیے بھی مخصوص لوگ ہوتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کی مزید زمرہ بندی ہوتی ہے۔ ایک آدمی کتابوں پر تبصرے کرتا ہے تو دوسرا رقص و موسیقی اور ویڈیو کیسٹوں پر' تیسرا فلموں' ڈراموں اور ٹی وی پروگراموں پر اور چوتھا آرٹ' مصوری اور نمائش یا میلوں پر۔ کتابیں ہر موضوع کی ہوتی ہیں۔ ادب اور شاعری کی بھی اور سائنس و ٹیکنولوجی اور سماجی علوم کی بھی۔ ان سب پر ایک ہی آدمی کو اگر تبصرہ کرنا ہو تو وہ تبصرے کا حق ادا نہ کر پاجائے گا۔ اسی لیے تبصرے کے لیے آئی ہوئی کتابوں کو موضوع کے اعتبار سے مختلف لوگوں میں اُن کی مہارت و دلچسپی کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

زمرہ بندی : دروازہ

چونکہ تبصرے کا اصل مقصد کتاب یا تحریر پڑھنے والے کی رہنمائی ہے اس لیے جو حقائق اُس میں لکھے گئے ہیں اُنہی کی روشنی میں گفتگو کی جائے۔ اُس میں زیادہ سے زیادہ ایسی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی جائے جس سے کتاب پڑھنے والے' آرٹ کا شاہکار' نمائش یا فلم دیکھنے والے کو اس میں کیا کہا گیا ہے' یہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

39.2 متن پر سوالات

نیچے لکھے بیانات میں سے درست بیان پر صحیح کا نشان لگائیے۔

1۔ تبصرہ نویسی کا نامہ نگاروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ( )

2۔ تبصرے کے کالم کے لیے کسی کی بھی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ ( )

3۔ تبصرے کے کالم کے لیے مخصوص لوگ ہوتے ہیں۔ ( )

4۔ تبصرے کے لیے آئی ہوئی کتابوں کو موضوع کے اعتبار سے تقسیم کردیا جاتا ہے۔ ( )

39.4 مبصر کی ذمہ داریاں

ایک ذمہ دار تبصرہ نگار کتاب میں تحریر کی گئی باتوں اور فن پارے کے ذریعہ اظہار کی کوشش کے پہلوؤں پہ نظر رکھنے کے علاوہ اس پر بھی توجہ دیتا ہے کہ مصنف نے اس سے پہلے کتنی کتابیں لکھی ہیں اور اُس کے کتنے مضامین شایع ہو چکے ہیں۔ فرض کرلیجئے کہ مصنف یا فنکار خاصا منجھا ہوا اور تجربہ کار ہے۔ لوگ اُس کی تحریر سے واقف ہیں اور اُس کے یہاں کوئی خامی نظر آتی ہے تو اُس کی طرف اشارہ وہ یہ کہہ کر کرے گا کسی طرح مصنف کو مغالطہ ہو گیا ہے یا مسودے پر نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے غلطی راہ پا گئی ہے۔ دوسری طرف اگر مصنف یا فنکار نے تصنیف، تخلیق، مصوری یا فلم سازی کے میدان میں نووارد یا بھی اس میں اُس کے تجربے کی مدت کم ہے تو جو کچھ اُس نے پیش کیا ہے اُس کی کچھ زیادہ تعریف کردی جائے تاکہ اُس کی حوصلہ افزائی ہو، اُس کی بہت نمایاں خامیوں کی طرف اشارہ کرکے ہمدردانہ طریقے سے اُس کی اصلاح وہیں کردی جائے۔ مبصر کی طرف سے کسی طرح کا توہین آمیز رویہ نئے مصنف یا فن کار کو بددل کردے گا۔ اصلاح اور مشورے دینے کے لیے مبصر کے لئے ضروری ہے کہ کوئی تحریر یا فن پارہ جس موضوع سے تعلق رکھتا ہے اُس کی تاریخ، قانون وضابطے اور ارتقاء سے پوری طرح باخبر ہو۔

اس کے علاوہ یہ کہ جس تحریر یا فن پارہ پر وہ تبصرہ کرنا چاہتا ہو اُسے پوری طرح پڑھ اور دیکھ کر سنجیدگی سے غور کر چکا ہو۔ جگہ جگہ سے صفحات دیکھ کر تبصرہ کردینے میں بڑے خطرات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ تبصرہ پڑھنے والے صرف کم پڑھے لکھے یا اوسط درجے کے قارئین نہیں ہوتے بلکہ ایسے قارئین بھی تبصروں کو توجہ سے پڑھتے ہیں جن کی فنی معلومات گہری ہوتی ہیں، جو آسان پسند مبصر کے خلاف جوابی تبصرہ لکھ سکتے ہیں۔ اگر مبصر کو موسیقی کے کسی پروگرام یا آرٹ کی کسی نمائش پر تبصرہ کرنا ہو تو راگ راگنیوں، سُر، تال، ساز وغیرہ سے متعلق معلومات ضروری ہوں گی۔ آرٹ کی نمائش میں کن فنکاروں کے کام کی نمائش ہوئی اُن کے کیا کارنامے ہیں، اچھے آرٹ کی کیا خصوصیات ہیں، یہ سب باتیں مبصر کے علم میں ہونی چاہئیں۔ محض یہ لکھ دینا کہ موسیقار نے دُھن غلط بجائی یا مصور نے دیکھنے والوں پر کوئی اثر نہیں چھوڑا، کاغذی خانہ پُری ہو کر رہ جائے گا۔

یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اگر کتاب پر تبصرہ کروانا ہو تو اخبار یا رسالے کے دفتر میں اُس کتاب کی دو کاپیاں بھیجی جاتی ہیں۔ ایک کاپی تبصرہ نگار کے پاس رہ جاتی ہے اور دوسری اخبار یا رسالے کے دفتر میں۔ اخبار یا رسالے

کے مدیر کو چاہئے کہ وہ تبصرہ لکھنے کے لیے مبصر کو معقول وقت دے تا کہ اُس پر غیر جانب داری اور نیک نیتی کے ساتھ تبصرہ کر سکے۔

39.3 متن پر سوالات

صحیح جواب پر نشان لگائیں

ایک ذمہ دار مبصر

1۔ مصنف کی اچھائیوں پر تلخ فقرے چست کرتا ہے۔ ( )
2۔ خامیوں کی ہمدردی کے ساتھ اصلاح کرتا ہے۔ ( )
3۔ خود اپنی تحریروں سے مثال پیش کرتا ہے۔ ( )
4۔ کتاب کے صفحات گن کر تبصرہ کر دیتا ہے۔ ( )

39.5 آپ نے کیا سیکھا

1۔ کسی کتاب' رسالہ' اخبار' تحریر یا فن پارے پر سرسری طور پر بحث و مباحثے کی رائے کے اظہار کو تبصرہ کہتے ہیں۔
2۔ جس موضوع کی کتاب یا فن پارہ پر تبصرہ کیا جارہا ہو' تبصرہ نگار کو اُس کے مختلف پہلوؤں سے پوری واقفیت ضروری ہو۔
3۔ کتاب پر تبصرے کے لیے دو کاپیاں اخبار یا رسالے کے دفتر کو بھیجی جاتی ہیں۔ ایک کاپی تبصرہ نگار کے لیے اور دوسری ریکارڈ کے لیے۔
4۔ تبصرہ ہر طرح کی کتابوں پر ایک ہی آدمی نہیں کر سکتا بلکہ موضوع کی مناسبت سے کتابوں کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔
5۔ تبصرے کا اصل مقصد کتاب یا تحریر پڑھنے والے کی رہنمائی ہے' اس لیے جو حقائق اُس میں دیئے گئے ہیں اُن ہی کی روشنی میں کوئی بات کہی جاتی ہے۔
6۔ تجربہ کار تبصرہ نگار' مصنف یا فنکار کی عمر' تجربے اُس کی گذشتہ تحریروں یا کاموں کو بھی نظر میں رکھتا ہے اور خامیوں کی نشاندہی ہمدردانہ انداز میں کرتا ہے۔

39.6 اختتامی سوالات

1۔ تبصرہ کسے کہتے ہیں؟ دو جملوں میں لکھئے۔
2۔ تبصرہ اور تنقید میں کیا فرق ہے؟
3۔ کسی کتاب یا تصویر پر تبصرہ کرنے کے لیے تبصرہ نگار میں کن کن صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہے۔
4۔ اگر تبصرہ نگار کو مصنف کی کسی خامی کا ذکر کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے۔
5۔ سبق کے شروع میں دیئے گئے تبصروں کو غور سے پڑھئے۔

متن پر سوالات کے صحیح جوابات39.1

(i)	(3)
(ii)	(3)
(iii)	(3)
(iv)	(3)

متن پر سوالات صحیح جوابات39.2

(i)	(x)
(ii)	(x)
(iii)	(✓)
(iv)	(✓)

متن پر سوالات کے صحیح جوابات39.3

(i)	(x)
(ii)	(✓)
(iii)	(x)
(iv)	(x)